ان حالات میں ضروری قرار پاتا ہے کہ ایسی تمام چیزوں کی تنقیح کی جائے۔(۱) مغرب سے مرعوب ومتاثر ہونا کیا ہے؟(۲) قرآن وسنت پر اعتماد کیا ہے؟ اور ایسے بہت سے دیگر مباحث کی تنقیح۔ فی الوقت چونکہ زیر بحث موضوع اکابر کا طرز ومزاج اور اس سے انحراف ہے تو اسی حوالے سے چند الجھنیں سامنے لانے کی جسارت کر رہا ہوں۔ ان پر معزز فضلا کو دعوت دی جائے کہ وہ اظہار خیال کرتے ہوئے اس بحث کو طے کریں۔ میرا یہ خیال ہے کہ اکابر کے طرز ومزاج کے حوالے سے ہم جیسے اکثر طلبہ کے تصورات مبہم وناقص ہیں۔ صاف اور واضح طور پر بہت کم لوگوں کو علم ہوگا کہ اکابر کے طرز سے مراد کیا ہے اور اس کی تفاصیل وجزئیات کیا ہیں۔ کبھی وہ ایک چیز کو اکابر کا مزاج کہتے اور سمجھتے ہیں اور کبھی اس کے بالکل برعکس اور متضاد چیز کو اکابر کا طرز ومزاج کہنے لگتے ہیں۔ اس ابہام اور الجھاؤ کی وجہ سے اکابر کی وسعت وجامعیت، دقت نظر وفکر کے تشخص کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے۔ اس اہم ترین بحث کی تنقیح کے لیے چند سوالات پیش کر رہا ہوں:

۱۔ اکابر سے مراد کون لوگ ہیں؟ شیخ الہند، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، مولانا مناظر احسن گیلانی، سید سلمان ندوی، علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا عبد الماجد دریابادی، قاری محمد طیب ان اکابر کے دائرے میں آتے ہیں یا نہیں؟

۲۔ اکابر کے مزاج ومنہج سے کیا مراد ہے؟ ان کے طبعی وفطری خصائل، ذہنی ساخت وبناوٹ، قلبی حالات وکیفیات، خدمت اسلام کے لیے طرز واسلوب، سیاسی، تعلیمی وتدریسی وخانقاہی طریقے یا ان کے علاوہ کون سی چیزیں اکابر کا مزاج ومنہج ہیں؟

۳۔ اکابر کے طرز ومزاج میں کوئی فرق یا اختلاف موجود ہے یا نہیں؟ اگر موجود ہے تو کوئی کسی ایک کے طرز کو اختیار کرے تو وہ انحراف کے زمرے میں آئے گا؟

۴۔ اکابر کے منہج واسلوب کی تشریح وتوضیح موجودہ زمانہ میں کون لوگ کریں گے؟ اور اس تشریح وتوضیح کے لیے مطلوبہ معیار وصلاحیت کیا ہے؟

۴۔ اکابر کے طرز ومزاج پر کاربند رہنے کی حدود کیا ہیں؟

نوٹ: یہ استفساری مکتوب اپنے حلقے کے تمام جرائد ورسائل اور ممتاز علمی وفکری شخصیات کو ارسال کیا جا رہا ہے۔

سید علی محی الدین (فاضل وفاق المدارس)

جامعہ اسلامیہ رحمانیہ۔ ماڈل ٹاؤن، ہمک سہالہ روڈ۔ اسلام آباد

(۵)

محترم مولانا محمد عیسیٰ منصوری صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

الشریعہ اکادمی گوجرانوالہ کا ترجمان ماہنامہ ’’الشریعہ‘‘ ماہ جنوری ۲۰۰۹ء کا شمارہ میرے زیر نظر ہے جس میں آنجناب کا والا نامہ ماہنامہ ’’الشریعہ‘‘ کے مدیر محترم کے نام ’’مکاتیب‘‘ کے عنوان تلے شائع ہوا ہے جس میں آپ نے پاکستان میں اور بیرون ملک ہونے والے مختلف اقدامات پر تبصرہ فرمایا ہے۔ چلتے چلتے آپ نے پاکستان میں تحفظ ناموس صحابہ کا فریضہ سرانجام دینے والی تنظیم ’’سپاہ صحابہ‘‘ پر دہشت گردی اور مار دھاڑ کا الزام لگاتے ہوئے اسے حسرت ناک انجام سے دوچار

قرار دیا ہے، جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ نے جس فکر اور مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی داغ بیل ڈالی تھی، الحمدللہ سپاہ صحابہ اسی آن بان کے ساتھ اپنے اہداف تک پہنچنے کے لیے میدان میں موجود ہے۔ قربانی دیے بغیر اعلیٰ مقاصد کا حصول ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوا کرتا ہے۔ سپاہ صحابہ کی قیادت اور کارکنان نے صحابہ کرامؓ کی عزت وناموس کے تحفظ کے لیے بے شمار قربانیاں دی ہیں اور ان قربانیوں پر جماعت کو اللہ تعالیٰ کی نصرت اور رحمت کی امید ہے۔ شہادت تو وہ سعادت ہے جو ہر ایک کو حاصل نہیں ہوا کرتی، اگر چہ ہر مسلمان کو تمنا ضرور ہوتی ہے۔ جنہیں نصیب ہوگئی، ان کے لیے عظمت اور پوری جماعت کے لیے سرمایہ افتخار ہے۔ ملک میں شیعہ سنی فسادات کے خاتمہ اور قیام امن کے لیے سپاہ صحابہ کی کاوشیں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ پاکستان سے بہت سے زیادہ دور بیٹھ کر اور دشمن کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر آپ نے تنقید کے نشتر چلائے ہیں۔ ایک عالم دین کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ بغیر تحقیق کے کسی کے متعلق کوئی رائے قائم کرے۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ کے پیغام کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو سپاہ صحابہ وقتی تحریک سے باقاعدہ تنظیم کی صورت اختیار کر چکی ہے اور تنظیم سازی کے اس عمل کو نہ سمجھ کر آپ اسے حسرت ناک انجام سے دوچار سمجھ بیٹھے ہیں۔ سپاہ صحابہؓ کھلے راستوں پر چلتی ہوئی اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے اور ان شاءاللہ وہ دن دور نہیں جب یہ اپنی منزل مقصود پر پہنچے گی اور دشمنان صحابہ کو حسرت ناک انجام سے دوچار کرتے ہوئے کیفر کردار تک پہنچائے گی۔

اگر ہو سکے تو اس دینی جماعت کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں اور 'وتعاونوا علی البر والتقوی' کے حکم ربانی کے تحت ہمیں اپنے نیک مشوروں اور مفید تجاویز سے نوازتے رہیں۔ اس پر ہم آپ کے شکر گزار رہوں گے۔

(مولانا) علی شیر حیدری عفی عنہ

سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہ پاکستان

(۶)

محترم جناب عمار خان ناصر صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ ایمان وصحت کی بہترین حالت میں ہوں گے اور فکری بنیادوں پر علما اور دینی طبقے کی راہنمائی کے مشن کو آگے بڑھانے میں ہمہ تن مصروف ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت ڈالے اور شعور کی سطح میں (پہلے سے موجود) پختگی کو پختہ تر کرے اور آپ کی (پہلے سے وجود) وسعت قلبی کو مزید بڑھائے۔ دعا ہے کہ وہ آپ کا سینہ کھول دے' آپ کا کام آپ کے لیے آسان کر دے' آپ کی زبان کی گرہ کھول دے (ابلاغ کی مزید قوت دے) تاکہ لوگ آپ کی بات کو (مزید بہتر انداز میں) سمجھ سکیں۔

'الشریعۂ' ایک علمی رسالہ ہے جس پر بظاہر دیوبندی مکتبہ فکر کی چھاپ غالب نظر آتی ہے لیکن دلچسپ اور پریشان کن بات یہ ہے کہ بعض دیوبندی دوست بھی رسالے کی ''لبرل'' پالیسی کی وجہ سے اسے پسند نہیں کرتے۔ ظاہر ہے کہ ہر گروہ خود کو حق پر سمجھ کر ہی اس پر کاربند ہوتا ہے، لیکن ایک بات دینی طبقات کو اچھی طرح سے سمجھ لینی چاہیے کہ ان کی دعوت یا عمل کے مختلف دائرے ہوتے ہیں۔ ان میں سے پہلا دائرہ تو وہ ہے جس کے ساتھ وہ تعلق یا اتفاق رکھتے ہیں۔ وہ فطرتاً اسی دائرے میں خوش رہتے ہیں اور اپنے ''ایمان'' کو محفوظ خیال کرتے ہیں۔ دوسرا دائرہ ان افراد کا ہے جن کے نظریات یا فکر سے وہ اتفاق نہیں